INTERNATIONAL JOURNAL OF SOCIAL SCIENCES BULLETIN
ISSN: (E) 3007-1917 (P) 3007-1909
Volume 3, Issue 4, 2025

دیہی ثقافت بطور سافٹ پاور: احمد ندیم قاسمی کی افسانہ نگاری میں اخلاقی و جمالیاتی عناصر

(RURAL CULTURE AS SOFT POWER: ETHICAL AND AESTHETIC DIMENSIONS IN THE SHORT STORIES OF AHMAD NADEEM QASMI)

ڈاکٹر اسد محمود خان

ایسوسی ایٹ پروفیسر، صدر شعبہ اردو
منہاج یونیورسٹی، لاہور

assadphdir@gmail.com

Corresponding Author: *
ڈاکٹر اسد محمود خان

DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.17067357

Received	Revised	Accepted	Published
30 January 2025	19 March, 2025	19 April 2025	30 April 2025

ABSTRACT

This research explores the role of rural culture as a form of soft power in the short stories of Ahmad Nadeem Qasmi, a prominent figure in Urdu literature. Qasmi's works present a nuanced depiction of village life, where cultural values, traditions, and moral consciousness serve not only as literary content but as subtle forces shaping social perceptions and national identity. This study argues that Qasmi's fiction embodies the aesthetics of rural simplicity and ethical clarity, thus operating as a form of cultural diplomacy or soft power. His characters—rooted in local traditions yet emotionally complex—demonstrate how cultural expression can influence ideas of justice, resistance, empathy, and social harmony. Using frameworks from cultural studies, soft power theory (Joseph Nye), and literary aesthetics, the paper will examine how Qasmi's narratives promote cultural resilience and offer a counter-discourse to modernity's materialism. Through this lens, rural storytelling becomes not a nostalgic retreat but a strategic and ethical assertion of identity in postcolonial South Asia.

Key Words: *Ahmad Nadeem Qasmi, Rural Culture, Soft Power, Urdu Fiction, Aesthetics, Ethics, Cultural Identity*

..

(مُلَخَّص)

یہ تحقیق احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں دیہی ثقافت کو "سافٹ پاور" کے طور پر جانچنے کی کوشش ہے۔ قاسمی کی تحریریں دیہی زندگی کی نہایت باریک اور سچی تصویر پیش کرتی ہیں جہاں رسم و رواج، اخلاقی قدریں اور جمالیاتی احساس صرف ادبی موضوعات ہی نہیں بلکہ ایک موثر ثقافتی طاقت (soft power) کے طور پر بھی کام کرتے ہیں۔ اس مطالعے میں یہ نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ قاسمی کی کہانیوں میں دیہی ثقافت نہ صرف تہذیبی تسلسل کی علامت ہے بلکہ وہ اخلاقی، جمالیاتی اور فکری سطح پر قاری کو متاثر کرتی ہے۔ ان کے کردار، جو مقامی زندگی سے جڑے ہیں، ایک ایسی اخلاقی دنیا پیش کرتے ہیں جو ہمدردی، عدل، مزاحمت اور انسانیت پر قائم ہے۔ یہ تحقیق سافٹ پاور (Joseph Nye)، ثقافتی مطالعات اور ادبی جمالیات کے نظریاتی فریم ورک کے ذریعے اس امر کا جائزہ لے گی کہ قاسمی کی کہانیاں جدیدیت کی مادہ پرستی کے خلاف ایک تہذیبی بیانیہ کیسے پیش کرتی ہیں۔ اس تناظر میں دیہی افسانہ نگاری کو ایک تخلیقی مزاحمت اور ثقافتی سفارت کاری کا موثر ذریعہ سمجھا گیا ہے۔

INTERNATIONAL JOURNAL OF SOCIAL SCIENCES BULLETIN
ISSN: (E) 3007-1917 (P) 3007-1909
Volume 3, Issue 4, 2025

کلیدی الفاظ: احمد ندیم قاسمی، دیہی ثقافت، سافٹ پاور، اردو افسانہ، جمالیات، اخلاقیات، ثقافتی شناخت

دیہی ثقافت بطور سافٹ پاور: احمد ندیم قاسمی کی افسانہ نگاری میں اخلاقی و جمالیاتی عناصر

(1)

سافٹ پاور ایک لازمی ثقافتی اور فکری طاقت ہے جو کسی قوم یا معاشرت کی حقیقی قوت کا مظہر ہوتی ہے۔ عسکری یا معاشی طاقت وقتی برتری تو فراہم کرتی ہے، لیکن پائیدار تبدیلیاں صرف سافٹ پاور کے ذریعے ہی ممکن ہیں۔ ادب، بطور ایک فکری مظہر، سافٹ پاور کی سب سے توانا شکلوں میں سے ایک ہے کیونکہ یہ براہِ راست انسانی شعور، احساس اور اخلاق پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ادب کا بنیادی ہدف صرف کہانی سنانا نہیں، بلکہ فکری زمین ہموار کرنا ہے۔ یہ معاشرتی ذہن سازی (social conditioning) کا ذریعہ بنتا ہے۔ ایک افسانہ، نظم، یا ناول، جب کسی تہذیب، زبان، رسم، یا انسانی قدر کو پیش کرتا ہے، تو وہ صرف تخلیق نہیں ہوتی، وہ ایک تہذیبی دعویٰ بن جاتی ہے۔ ادب ایک قوم کی ثقافتی سفارت کاری (cultural diplomacy) کا اہم ستون ہے، جو نہ صرف اندرونی معاشرت کو متاثر کرتا ہے بلکہ بیرونی دنیا میں اس قوم کا ایک باوقار، مہذب اور فکری چہرہ بھی پیش کرتا ہے۔ جوزف نائے(1) لکھتا ہے:

> "سافٹ پاور اس صلاحیت کا نام ہے کہ دوسروں کی ترجیحات کو کشش اور اپیل کے ذریعے بدلا جائے۔ ادب، خصوصاً افسانوی ادب، ذہنوں اور اقدار کو بین الثقافتی سطح پر متاثر کرنے کے سب سے پائیدار ذرائع میں سے ایک ہے۔"

ادب میں موجود سافٹ پاور دو بنیادی سطحوں پر کام کرتی ہے: ایک سطح پر وہ ثقافتی اقدار اور نظریات کو فروغ دیتی ہے، جبکہ دوسری سطح پر وہ جمالیاتی و اخلاقی تاثر کے ذریعے قارئین کو متاثر کرتی ہے۔ جب ادب میں دیہی زندگی، سادگی، ہمدردی، انصاف، مزاحمت، اور انسانی وقار کی تصویر کشی ہوتی ہے، تو یہ محض "تجسیم" نہیں بلکہ معنوی تربیت بن جاتی ہے۔ یہ وہی مقام ہے جہاں ادب، قوموں کے بیانیے کو سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اردو ادب اس حوالے سے ایک مکمل تہذیبی بیانیہ رکھتا ہے، جو کئی نسلوں کی ذہنی تربیت کا ذریعہ رہا ہے۔ لہٰذا، یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ادب بذاتِ خود ایک سیاسی، اخلاقی، اور تہذیبی طاقت ہے۔ اس کی تاثیر کسی فوجی طاقت سے زیادہ دیرپا اور گہری ہوتی ہے، کیونکہ یہ انسان کی اندرونی دنیا سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اردو افسانہ، بالخصوص، اس میدان میں سب سے زیادہ کارگر صنفِ ادب ثابت ہوا ہے، کیونکہ اس کی رسائی براہِ راست عوام کے تجربات، زبان، زندگی اور شعور تک ہے۔ اسی لیے اردو افسانہ سافٹ پاور کے تناظر میں ایک ناقابلِ انکار حقیقت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی(2) ادب کو محض تخلیقی اظہار کا ذریعہ نہیں، بلکہ شعور و آگہی کی صورت سمجھتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ادب ایسا اظہار ہے جو زندگی کا شعور و ادراک حاصل کرنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ادب میں انسان کے تخیلی تجربے کو ابھارنے کی ایسی زبردست قوت ہوتی ہے کہ پڑھنے والا اس تجربے کا ادراک کر لیتا ہے۔ ادب میں متحرک کرنے اور ہماری روح میں موجود خفتہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے کی غیر معمولی قوت ہوتی ہے۔ ادب کے ذریعے ہم زندگی کا شعور حاصل کرتے ہیں۔ یہ ادب کا خاص منصب ہے۔"

اردو افسانہ محض تخلیقی صنف نہیں بلکہ برصغیر کی سماجی و تہذیبی آگاہی کا مظہر ہے۔ اس میں موجود بیانیہ، علامتیں، اور زبان ایک ایسے تہذیبی شعور کو جنم دیتی ہیں جو نہ صرف قاری کو متاثر کرتی ہیں بلکہ اس کے اندر نئی فکری زمینیں پیدا کرتی ہیں۔ افسانہ، اپنے اختصار، گہرائی اور انسان دوستی کے سبب وہی کام کرتا ہے جو سافٹ پاور کے بنیادی مقاصد ہیں: فکری تبدیلی، اخلاقی تاثیر اور ثقافتی شناخت کی تشکیل۔ افسانہ نگار، چاہے دیہی زندگی بیان کرے یا شہری، بنیادی طور پر ایک ایسا فکری سفیر ہوتا ہے جو اپنی تحریر کے ذریعے ایک مخصوص تہذیب، ایک مخصوص انسانی زاویہ، یا ایک مخصوص معاشرتی سچ کو پیش کرتا ہے۔ اردو افسانے نے خصوصاً سماجی انصاف، طبقاتی تضاد، عورت کی شناخت، مذہبی رویے، اور دیہی و شہری کشمکش جیسے موضوعات کے ذریعے ایک ایسا سافٹ بیانیہ تشکیل دیا ہے جو اردو بولنے والے معاشرے کی تہذیبی روح کو بیان کرتا ہے۔ افسانہ میں کرداروں کی سادگی، ان کے جذبات کی پیچیدگی، اور ان کے فیصلوں کی اخلاقی بنیادیں، قاری کو ایک جمالیاتی فکری فریم ورک میں لے آتی ہیں۔ یہی وہ عمل ہے جہاں سافٹ پاور فعال ہوتی ہے: کردار سے متاثر ہونا، اس کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنا، اور اس کی قدر و قیمت کو تسلیم کرنا۔ اس میں زبردستی نہیں، قائل کرنے کی قوت ہے؛ یہی سافٹ پاور کی اصل روح ہے۔ مضافات اور اس کے ظہور کے بارے میں خورشید احمد(3)، "گاؤں کی تاریخ ماحول، معاشرہ اور مسائل" میں رقمطراز ہیں:

> "سماج کے ظہور کی طرح گاؤں کی بھی ایک تاریخی حیثیت ہے، کیونکہ یہ انسانی تہذیب کے اولین مراکز میں شامل رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گاؤں کی ساخت، رسم و رواج، اور باہمی تعلقات سماجی ارتقاء کی تفہیم میں مرکزی اہمیت رکھتے ہیں۔"

اردو افسانہ جب دیہی یا نیم شہری زندگی پر روشنی ڈالتا ہے، تو وہ صرف تصویر کشی نہیں کرتا بلکہ تاریخ کو متحرک کرتا ہے، ثقافت کو زندہ رکھتا ہے، اور سماج کو آئینہ دکھاتا ہے۔ یہ کردار صرف معلوماتی نہیں بلکہ تربیتی ہیں۔ ان میں ہمدردی، اخلاقیات، مساوات، اور اجتماعی فلاح کے وہ عناصر موجود ہیں جو سافٹ پاور کو زندہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ، اردو افسانہ ایک مستقل ثقافتی بیانیہ بن چکا ہے، جو کسی قوم کے جذبات، اقدار، اور علمی تسلسل کو برقرار رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ احمد ندیم قاسمی جیسے افسانہ نگاروں کی تخلیقات اس حقیقت کی بہترین مثال ہیں کہ کس طرح ایک ادیب اپنی کہانیوں کے ذریعے معاشرتی تبدیلی اور فکری اثر کو ممکن بنا سکتا ہے —بغیر کسی شور یا زبردستی کے، صرف ادب کی نرم تاثیر سے۔

دیہی زندگی کسی بھی تہذیب کی جڑ ہوتی ہے۔ شہر ترقی اور تبدیلی کی علامت ہوتے ہیں، لیکن ثقافتی تسلسل، رسم و رواج، اور خاندانی و اخلاقی ڈھانچہ عموماً دیہی زندگی سے جڑا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیہات کو صرف جغرافیائی مقام نہیں، بلکہ ایک تہذیبی مرکز مانا جاتا ہے۔ دیہاتوں میں موجود لوک روایت، زبانی کہانیاں، تہوار، زبان کی سادگی، اور انسانی رشتوں کی مضبوطی وہ عناصر ہیں جو ایک قوم کی ثقافتی شناخت کو واضح کرتے ہیں۔ یہ ثقافتی شناخت، جب ادب میں جگہ پاتی ہے، تو سافٹ پاور کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ دیہاتی زندگی کی عکاسی، ادب کے ذریعے ایک ثقافتی سفارت کاری (cultural diplomacy) بن جاتی ہے، جو نہ صرف مقامی قارئین کو اپنی جڑوں سے جوڑتی ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر اس قوم کے تہذیبی وقار کو بھی اجاگر کرتی ہے۔ دیہات میں موجود سادگی، قربانی، اجتماعیت، فطرت سے رشتہ، اور خاندانی نظام وہ تصورات ہیں جنہیں جب کسی افسانے یا ناول میں بیان کیا جاتا ہے، تو وہ نرم اثر (soft influence) کے تحت قاری کے دل و دماغ میں گھر کر لیتے ہیں۔ اے آر دیسائی(4) لکھتے ہیں:

> "انسان کے ارتقاء میں گاؤں کا ظہور بھی ایک یقینی مرحلہ رہا ہے۔ اس کی ترقی، نشو و نما انسانی تاریخ کی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ہوتی رہی ہے۔ گزشتہ ایک سو پچاس سال میں صنعتی انقلاب کے ساتھ ساتھ اس میں تیزی سے تبدیلی آئی ہے۔"

دیہی زندگی کے بارے میں ایک اہم حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک نرم مگر مزاحمتی قوت رکھتی ہے۔ جدیدیت، صارفیت، اور فردیت کے خلاف، دیہاتی اقدار ایک تہذیبی ردعمل بن کر ابھرتی ہیں۔ ادب اس ردعمل کو نہ صرف بیان کرتا ہے بلکہ اس کی قدر اور معنویت کو بھی ابھارتا ہے۔ جب ایک کہانی میں بوڑھا کسان، وفادار عورت، قربانی دیتا مزدور یا بے بس مگر غیرت مند غریب دکھایا جاتا ہے، تو وہ صرف ایک کردار نہیں بلکہ ایک تہذیبی علامت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے دیہات صرف پسماندگی یا محرومی کا استعارہ نہیں ہیں، بلکہ وہ ایک روحانی اور اخلاقی مرکز بھی ہیں۔ اردو ادب نے بارہا دیہات کو نہایت احترام اور فکری بصیرت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ خصوصاً افسانہ نگاروں نے دیہی زندگی کی وہ پرتیں کھولی ہیں جو سادہ نظر آتی ہیں مگر اندر سے فکری اور جذباتی گہرائی رکھتی ہیں۔ یہی گہرائی سافٹ پاور کی اصل بنیاد ہے۔ ادب میں جب دیہات کو بطور زندہ تہذیب پیش کیا جاتا ہے، تو وہ کسی قوم کی روایات، اجتماعی لاشعور، اور اخلاقی ورثے کو نرم مگر مؤثر بیانیے کی شکل دے دیتا ہے۔ قاری اس بیانیے سے صرف لطف اندوز نہیں ہوتا، بلکہ وہ اس کا حصہ بنتا ہے، اسے جذب کرتا ہے، اور وہی جذبات و اقدار اس کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

IEER
Institute for Excellence in Education & Research

احمد ندیم قاسمی اردو افسانے کے ان چند تخلیق کاروں میں شامل ہیں جنہوں نے دیہات کو نہ صرف اپنا موضوع بنایا، بلکہ اسے فکری مرکز کا درجہ دیا۔ ان کا دیہات، دقیانوسیت، لاعلمی یا پس ماندگی کا نمائندہ نہیں بلکہ ایک زندہ، متحرک، اور اخلاقی تہذیب کا عکس ہے۔ قاسمی کے افسانے محض دیہی کرداروں کی داستانیں نہیں، بلکہ وہ ایک مکمل تہذیبی بیانیہ ہیں، جو اردو ادب میں سافٹ پاور کی ایک معتبر مثال پیش کرتے ہیں۔ قاسمی کے افسانے، مثلاً "کفن"، "گھر"، "گنڈاسا" اور "گھر سے گھر تک" میں دیہات کی منظر نگاری، زبان، اور علامتی کردار اس انداز سے پیش کیے گئے ہیں کہ قاری صرف واقعات کا مشاہدہ نہیں کرتا بلکہ ان کا جذباتی و اخلاقی تجربہ بھی کرتا ہے۔ ان کہانیوں میں موجود درد، محبت، محرومی، ہمدردی، مزاحمت اور انسانی عظمت وہ عناصر ہیں جو قاری کو متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ ایک ثقافتی پیغام بھی دیتے ہیں۔ قاسمی کی دیہی کہانیاں ادبی نرمی کے ساتھ اخلاقی شدت رکھتی ہیں۔ ان کے کردار غریب ضرور ہوتے ہیں، مگر خوددار ہیں۔ ان کا ماحول محدود ہے، مگر جذبات کی وسعت بے کنار۔ ان کی زندگیاں سادہ ہیں، مگر ان کے فیصلے تہذیبی شعور کے عکاس ہیں۔ یہی وہ خوبیاں ہیں جو ان کے افسانوں کو soft power discourse کا حصہ بناتی ہیں —وہ ادب جو معاشرے کی فکری سمت متعین کرتا ہے۔ ڈاکٹر سہیل احمد(5) لکھتے ہیں:

> "احمد ندیم قاسمی کی ابتدائی افسانہ نگاری نے اپنے زمانۂ آغاز ہی میں اردو ادب کے افق پر ایک نیا اجالا بکھیر دیا تھا۔ ان کے افسانوں میں دیہی زندگی کی جزئیات جس شعری لطافت اور نثری شفافیت کے ساتھ نمایاں ہوئیں، وہ قاری کے تخیل کو باندھ لیتی ہیں۔"

قاسمی کی تحریریں صرف بیانیہ نہیں بلکہ ثقافتی علامتیں ہیں۔ ان کے دیہی کردار، دراصل اس تہذیب کے نمائندہ ہیں جو قربانی، برداشت، رشتہ داری، زمین سے رشتہ، اور سادگی پر قائم ہے۔ قاسمی نے ان کرداروں کے ذریعے تہذیبی قوت کو بیان کیا، جو کسی عسکری طاقت سے زیادہ دیرپا اور مؤثر ہے۔ ان کی کہانیاں قاری کو دیہات کی جمالیات اور

اخلاقیات سے روشناس کرواتی ہیں، جو کسی بھی قوم کی پائیدار شناخت کے لیے ضروری ہے۔ ان افسانوں میں نرم مگر باشعور مزاحمت موجود ہے۔ وہ ظلم کو دکھاتے ہیں، مگر چیخ کر نہیں؛ وہ ناانصافی کو بیان کرتے ہیں، مگر تہذیب سے۔ یہی اسلوب انہیں soft power کی بہترین مثال بناتا ہے۔ قاسمی کی زبان سادہ ہے مگر اثر انگیز، ان کے منظر عام فہم ہیں مگر علامتی، اور ان کے کردار مقامی ہیں مگر عالمگیر۔ قاسمی کے دیہی افسانے اردو ادب میں ایک تہذیبی اخلاقیات کی درسگاہ ہیں۔ ان میں موجود اقدار، خوبصورتی، سادگی اور مزاحمت ادب کو محض تفریح نہیں بلکہ تربیت کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یہی ادب کا اصل کام ہے، اور یہی soft power کی معراج۔

(2)

ہر تہذیب کی بنیاد اس کی زمینی جڑوں سے جڑی ہوتی ہے—اور وہ جڑیں اکثر شہروں کے شور سے دور، ان دیہات میں پیوست ہوتی ہیں جہاں زندگی ایک مختلف دھن میں رواں دواں ہے۔ دیہات صرف رہائشی مقام نہیں بلکہ ایک تاریخی و ثقافتی حافظہ رکھتے ہیں؛ وہ حافظہ جس میں نسلوں کی اقدار، رویے، اور روایتیں پیوست ہوتی ہیں۔ جب احمد ندیم قاسمی جیسے افسانہ نگار دیہی زندگی کو تخلیقی پیرائے میں پیش کرتے ہیں، تو وہ دراصل اس ثقافتی حافظے کو زندہ رکھنے کا عمل سرانجام دیتے ہیں۔ یہی عمل ادب کو soft power میں تبدیل کر دیتا ہے—ایسی طاقت جو بندوق یا سرمایہ نہیں، بلکہ فکر، روایت اور شناخت سے تشکیل پاتی ہے۔ دیہات کی ثقافت محض مٹی، ہل، بیل اور کنویں سے عبارت نہیں؛ یہ سماجی ہم آہنگی، روایتی دانش، اور اقدار کی بقا کا نام ہے۔ ان بظاہر سادہ عناصر میں ایک خاموش تہذیبی نظم پوشیدہ ہوتا ہے۔ جب یہ نظم افسانے کی صورت اختیار کرتا ہے، تو وہ فرد کے اندر ایک نیا معنوی ربط پیدا کرتا ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے دیہی زندگی کو اسی تہذیبی تسلسل کے ساتھ پیش کیا—ایسا تسلسل جس میں نہ صرف ماضی کی جھلک ہے، بلکہ مستقبل کے لیے بھی ایک مستحکم فکری ڈھانچہ موجود ہے۔ انور سدید(6) لکھتے ہیں:

> "احمد ندیم قاسمی کی افسانہ نگاری میں اس بات کو بڑی اہمیت حاصل ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی میں دیہات اور شہر کی آویزش کا مطالعہ بچشم خود کیا۔ جب ان کے شعور کی پہلی کرن بیدار ہوئی تو انھوں نے اپنے آپ کو ایک ایسے ریاستی ماحول میں پایا جہاں تخصی حکمرانی کا دور دورہ تھا اور جہاں نچلے متوسط طبقے کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ ایک طرف دیہات میں پیر پرستی کا چلن عام تھا دوسری طرف ریاست کے بجابر حکمراں نے طاغوتی قبضہ مضبوط کر رکھا تھا۔"

IEER
Institute for Excellence in Education & Research

سافٹ پاور کے جدید مفہوم میں وہ تمام عناصر شامل ہیں جو کسی تہذیب یا قوم کی کشش کا سبب بنتے ہیں۔ دیہی ثقافت اس کشش کا بنیادی سرچشمہ ہے۔ دنیا بھر میں ایسے ادب کو بڑی قدر سے دیکھا جاتا ہے جو مقامی رنگ، علاقائی شناخت، اور زمینی حقیقتوں کو فنکارانہ پیرائے میں پیش کرے۔ قاسمی کا دیہی بیانیہ اردو ادب کو وہ عالمی پہچان دیتا ہے جس میں مقامی ہونا کوئی کمی نہیں بلکہ ادبی طاقت کی علامت ہے۔ دیہات کو بطور ثقافتی شناخت پیش کرنا دراصل اس متبادل نظام کو تسلیم کرنا ہے جو جدیدیت کی یکسانیت کے خلاف مزاحمت کرتا ہے۔ قاسمی کے افسانوں میں یہ مزاحمت نہ نعرہ ہے نہ انکار، بلکہ روایت کی بازیافت ہے۔ وہ دیہات کو مستقبل سے کاٹے بغیر، حال کا زندہ حوالہ بناتے ہیں۔ یہاں سافٹ پاور کا مظہر ایک فکری بیانیہ ہے، جس میں گاؤں کے افراد اپنے وقار، اخلاق، سادگی اور برداشت کے ذریعے ایک ایسا "نرم اثر" قائم کرتے ہیں جو انسانی شعور کو جھنجھوڑنے کے بجائے اسے خاموشی سے بدل دیتا ہے۔ یہ وہ دیہات ہیں جو صرف زراعت نہیں بلکہ تہذیبی بیج بوتے ہیں۔ جب یہ بیج قاسمی کے افسانوں میں نمو پاتے ہیں، تو وہ اردو ادب کو ایسا تخلیقی سرمایہ عطا کرتے ہیں جو نرم روی سے دل و دماغ پر حکمرانی کرتا ہے۔ یہی دیہی زندگی کی soft power ہے—کمزور دکھنے والی مگر فکری طور پر غالب، سادہ نظر آنے والی مگر تہذیبی طور پر پیچیدہ۔ چنوا اچیبے(7) لکھتے ہیں:

> "کہانی سنانا طاقت کی ایک صورت ہے۔ یہ نرم، غیر محسوس اور خاموش ہوتی ہے، لیکن یہ نہ صرف دوسروں کو دیکھنے کا زاویہ بدل دیتی ہے بلکہ سب سے بڑھ کر ہمیں خود کو دیکھنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔"

احمد ندیم قاسمی اردو افسانہ نگاری کی اُس روایت کے علَم بردار ہیں جس نے دیہی زندگی کو نہ صرف موضوع بنایا، بلکہ اسے ایک مکمل تہذیبی بیانیے کی صورت میں پیش کیا۔ ان کے ہاں گاؤں محض جغرافیائی حدود نہیں، بلکہ وہ ایک زندہ و متحرک ثقافتی فریم ہے جس میں انسانی جذبات، اخلاقی فیصلے، اور فکری کشمکش اپنا اظہار پاتی ہے۔ ان کے ہاں دیہات کی منظر نگاری ایک جمالیاتی تجربہ ہے؛ نہایت سادہ، مگر فکری لحاظ سے گہری۔ ان کی زبان میں وہ تاثیر ہے جو کسی زمین سے جُڑی تہذیب کے ریشے ریشے کو محسوس کروا دیتی ہے۔ یہی تہذیبی جڑت اُن کے افسانوں کو محض بیانیہ نہیں بلکہ soft power کا مظہر بناتی ہے—ایک ایسا مظہر جو قاری کے ذہن میں دیہی ثقافت کی اخلاقی و جمالیاتی برتری کو راسخ کرتا ہے۔ وہ محض دیہی فضا کے بیانیہ نگار نہیں بلکہ دیہی ثقافت کے فکری معمار تھے۔ ان کے افسانوں میں پیش کیے گئے کردار، واقعات اور مناظر محض تحریری تخلیق نہیں بلکہ ایک تہذیبی اظہاریہ ہیں۔ قاسمی نے جس دیہی دنیا کو اپنے افسانوں کا محور و مرکز بنایا، وہ ایک زندہ اور متحرک ثقافتی کُل ہے، جس میں انسانی جذبات، طبقاتی کشمکش، اخلاقی تضادات اور جمالیاتی ابعاد پوری توانائی کے

ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کی کہانیوں میں گاؤں ایک ایسی وحدت کے طور پر ابھرتا ہے جہاں ثقافتی اقدار، انسانی رشتے، زمین سے تعلق، اور معاشی ناہمواری جیسے عناصر ایک پیچیدہ مگر مربوط فکری کائنات تشکیل دیتے ہیں۔ ان کے دیہی کردار اپنی سادگی میں گہری فکری معنویت کے حامل ہیں، جو اخلاقی فیصلے کرتے ہیں، قربانی دیتے ہیں، اور معاشرتی ناانصافی کے خلاف خاموش مگر بامعنی مزاحمت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں احمد ندیم قاسمی کا فن صرف افسانہ نگاری نہیں بلکہ soft power کا مؤثر اظہاریہ بن جاتا ہے۔ ان کے کردار، ان کی زبان، اور ان کے بیانیے میں وہ نرم لیکن مؤثر تہذیبی قوت جھلکتی ہے جو قاری کے ذہن و دل پر دیرپا اثر ڈالتی ہے۔ جوزف نائے(8) کے نظریہ سافٹ پاور کے مطابق:

"جب کوئی تہذیب اپنی اقدار، جذبات، اور ثقافت کو تخلیقی اظہار کے ذریعے دوسروں پر اثرانداز کرتی ہے تو وہ دراصل soft power کا مظاہرہ کر رہی ہوتی ہے۔"

قاسمی کی کہانیاں اسی تعریف پر پوری اترتی ہیں۔ سید وقار عظیم(9) لکھتے ہیں:

"قاسمی گویا فطرت کے منتخب کردہ ترجمان ہیں، جنھیں دیہاتی زندگی کے حسن، سادگی اور معنویت کو بیان کرنے کی غیر معمولی صلاحیت ودیعت کی گئی ہے۔ گویا ان کی تخیل کی دنیا اور ادبی شناخت، دیہی زندگی کی ترجمانی کے اس فطری منصب سے ہی مکمل ربط میں آتی ہے۔"

قاسمی کے افسانے اکثر ان المیوں کے گرد گھومتے ہیں جن کا تعلق معاشی ناہمواریوں، طبقاتی تقسیم، اور انسانی وقار کی پامالی سے ہوتا ہے۔ تاہم، قاسمی ان موضوعات کو محض مظلومیت کی رُو میں پیش نہیں کرتے، بلکہ وہ اپنے کرداروں کو اخلاقی قوت اور جمالیاتی وقار عطا کرتے ہیں۔ ان کا قلم قاری کو دکھ سے گزار کر شعور کی طرف لے جاتا ہے، جہاں ایک نئی تہذیبی بیداری اس کا استقبال کرتی ہے۔ قاسمی کی دیہی افسانہ نگاری، دراصل اردو ادب کی تہذیبی سافٹ پاور کی بہترین مثال ہے۔ ان کے افسانے ایک ایسی ادبی سفارت کاری کرتے ہیں جو بغیر کسی زور کے، قاری کے فہم، جذبات اور اقدار پر اثرانداز ہوتی ہے۔ یہی ان کی انفرادیت ہے، اور یہی ان کی افسانہ نگاری کو اردو سافٹ پاور کے مؤثر ترین وسائل میں سے ایک بناتا ہے۔

ادب کی سب سے دیرپا تاثیر اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب وہ قاری کی فکر، تہذیبی شعور، اور معاشرتی ادراک کو غیر محسوس طریقے سے متاثر کرے۔ احمد ندیم قاسمی کے افسانے اس نکتے کی عمدہ مثال ہیں، جہاں کہانی کا دھارا محض واقعہ نگاری تک محدود نہیں رہتا بلکہ ایک متبادل تہذیبی وژن کو جنم دیتا ہے۔ ان کے ہاں گاؤں صرف جغرافیائی اکائی نہیں بلکہ ایسا تمدنی فریم ہے جس میں انسانی رشتے، احساس، محنت، توازن اور اخلاقی نظام آپس میں جڑے ہوتے ہیں۔ یہ عناصر قاسمی کے افسانوی کینوس پر تہذیبی تاثر کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں، جو ادب کو محض تفریحی سرگرمی نہیں بلکہ سماجی اثر انگیزی کا آلہ بناتے ہیں۔ قاسمی کی دیہی کائنات میں طاقت کا مفہوم روایتی معنوں سے بالکل مختلف ہے۔ یہاں طاقت کا اظہار قوتِ قہر سے نہیں بلکہ کرداری وقار، اخلاقی استقلال اور فطری ہم آہنگی سے ہوتا ہے۔ ان کا کسان جب زمین پر ہل چلاتا ہے تو وہ محض جسمانی مشقت کا استعارہ نہیں رہتا، بلکہ ایک ثقافتی علامت بن جاتا ہے—ایسی علامت جو دیہی شناخت کو سنبھالے رکھنے کی خاموش مزاحمت کی نمائندگی کرتی ہے۔ یہی مزاحمت نرم لیکن مسلسل ہے، اور یہی وہ جوہر ہے جو soft power کے دائرہ اثر کو مضبوط کرتا ہے۔

قاسمی کا ادبی اسلوب پیچیدہ فلسفیانہ یا سیاسی اصطلاحات سے عاری ہے، مگر اس کی سادگی میں وہ تاثیر پوشیدہ ہے جو فرد کے طرزِ فکر میں تبدیلی لاسکتی ہے۔ ان کے افسانوں میں اکثر ایسی فضا بنتی ہے جہاں اقدار کا زوال دکھایا جاتا ہے، مگر اس کے جواب میں جو ردعمل ابھرتا ہے وہ الزام یا غصے کی صورت میں نہیں، بلکہ اخلاقی فہم، ضبط اور شعور کے پیرائے میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ رویہ قاری کو کسی مخصوص نظریے کی طرف مائل کرنے کی بجائے، اسے اپنے اندر جھانکنے پر مجبور کرتا ہے۔ جہاں بیشتر ترقی پسند افسانہ نگاروں نے دیہی پس منظر کو سماجی نابرابری کے بیانیے میں پیش کیا، قاسمی نے وہی دنیا ایک تہذیبی اور روحانی توازن کی علامت کے طور پر دکھائی۔ وہ صرف ناانصافی کو نمایاں نہیں کرتے، بلکہ ان قدروں کو بھی پیش کرتے ہیں جو بکھرتی ہوئی دنیا میں نرم سہارے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس طرح ان کا افسانہ پڑھنے والا نہ صرف ظلم سے باخبر ہوتا ہے بلکہ اخلاقی بنیادوں پر اس کے ردعمل کی تربیت بھی حاصل کرتا ہے۔

ثقافتی اظہاریے اور سافٹ پاور کی ایک مثال "کپاس کا پھول"(10)، کا ایک جملہ دیکھئے:

"امیروں کی قبروں کے لیے مٹی ولایت سے تو نہیں منگائی جاتی، سب کے لیے یہی پاکستان کی مٹی ہوتی ہے۔"

افسانہ "عالاں"(11) کا آغاز ملاحظہ ہو:

> "اماں ابھی دہی بلور ہی تھیں کہ وہ مٹی کا پیالہ لئے آنکلی۔ یہ دیکھ کر کہ ابھی مکھن ہی نہیں نکالا گیا تو لسی کہاں سے ملے گی؟ وہ شش و پنج میں پڑ گئی کہ واپس چلی جائے یا وہیں کھڑی رہے۔"

افسانہ "گل رخے" (12) کی دعائیں سنئے:

> "خان مجھے دُعائیں دینے لگا: سچا مسلمان ڈاگدار ہے۔ خدا بڑا بڑا دولت دے، خدا لمبا لمبا موٹر دے، خدا اچھا اچھا بچہ دے۔ خدا۔۔۔ سڑک پر جا کر میں نے خان سے پوچھا: 'تانگا لے لیں؟"

یہ افسانے، یہ تاثر قائم کرتے ہیں کہ تہذیب صرف شہر کے مراکز میں جنم نہیں لیتی بلکہ گاؤں کی پگڈنڈیوں، چھوٹے دروازوں، اور صحن میں لگی بیری کے نیچے بیٹھے بزرگوں میں بھی ایک مکمل فکری نظام موجود ہوتا ہے۔ یہی وہ مہذب، پائیدار، اور پُرامن قوت ہے جو soft power کے جدید تصور کو اردو ادب کے تناظر میں ایک نئی جہت عطا کرتی ہے۔

احمد ندیم قاسمی کا افسانوی ادب ایک ایسی فکری و جمالیاتی تجربہ گاہ ہے جہاں دیہی زندگی کی معصومیت اور شہری تمدن کی پیچیدگی باہم ٹکراتی نظر آتی ہے۔ ان کے افسانے نہ صرف گاؤں کے سادہ کرداروں کو روشناس کراتے ہیں، بلکہ شہری زندگی کی بناوٹی فضا، جذباتی کھوکھلے پن، اور مصنوعی رویوں کو بھی بے نقاب کرتے ہیں۔ قاسمی نے گاؤں کے کرداروں میں جو صفات اجاگر کی ہیں — جیسے خلوص، ایثار، سچائی، محنت، اور تعلق — وہ کسی بھی تہذیب کی اصل روح سمجھی جاتی ہیں۔ دوسری طرف، ان کے ہاں شہری زندگی اکثر مفاد پرستی، جذباتی خود غرضی، طبقاتی تفاوت اور روحانی خلا کی علامت بن کر سامنے آتی ہے۔ ان کے ہاں دیہی انسان کی جو تصویر بنتی ہے، وہ فطرت کے قریب اور اپنی زمین سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ وہ شخص فقر و فاقہ کے باوجود عزتِ نفس سے جیتا ہے۔ اس کے چہرے پر جھریاں اور ہاتھوں پر چھالے تو ہوتے ہیں، مگر اس کی آنکھوں میں ایک خاص طرح کی روشنی ہوتی ہے — ایسی روشنی جو خلوص، سادگی اور صبر سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ دکھ سہتا ہے مگر شکوہ نہیں کرتا، اس کی زبان سادہ ہے مگر اس میں دعا کا اثر ہے۔ یہ کردار soft power کی اصل صورت ہے: خاموش، پائیدار، اخلاقی اور دیرپا۔

اس کے برعکس، قاسمی کے افسانوں میں جب شہری کردار آتے ہیں، تو اکثر ان کے وجود میں ایک طرح کی تہذیبی تھکن، جذباتی بیزاری اور تعلقات کی شکستگی محسوس ہوتی ہے۔ وہ بظاہر ترقی یافتہ اور مہذب ہوتے ہیں، مگر اندر سے کھوکھلے، مفاد پرست اور زندگی کی فطری حرارت سے محروم۔ شہری ماحول میں رشتے یا تو رسمی ہو چکے ہیں یا مفاد پر مبنی۔ قاسمی ان کرداروں کو طنز یا تضحیک کا نشانہ نہیں بناتے، مگر ان کی داخلی ویرانی کو اس انداز سے ظاہر کرتے ہیں کہ قاری خود بخود اس تضاد پر سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ یہ تقابل دراصل ایک تہذیبی مکالمہ ہے جو قاسمی کے ہر افسانے کے اندر رواں دواں ہے۔ وہ جدیدیت کو رد نہیں کرتے، لیکن اسے ایک ایسے تنقیدی شعور کے ساتھ برتتے ہیں جو قاری کو انتخاب کا حق دیتا ہے۔ ان کے ہاں دیہاتی کردار کی سادگی، شہری کردار کی مصنوعیت پر اخلاقی و جمالیاتی برتری حاصل کرتی ہے۔ یہی برتری ادب کی soft power کو مہمیز دیتی ہے، کیونکہ یہ طاقت زبردستی سے نہیں بلکہ احساس، قربت، اور فکری بالیدگی سے جنم لیتی ہے۔ قاسمی کی دیہی اور شہری زندگی کی یہ متقابل تصویریں ہمیں بتاتی ہیں کہ تہذیب صرف عمارتوں یا سہولتوں کا نام نہیں بلکہ رویوں، اقدار، اور تعلق کی ایک مکمل دنیا ہے۔ اور اس دنیا میں قاسمی کا قلم ایک رہنما چراغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ مارٹن ڈائنس (13) لکھتے ہیں:

> "شہروں سے دیہات اور دیہات سے شہروں کی طرف روانہ ہونے والی فکری تحریک کی طرف توجہ نہ دینا ایک تسلیم شدہ حقیقت سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔"

قاسمی شہری زندگی کی مصنوعیت، جذباتی کھوکھلے پن اور تعلقات کی سطحیت کو بیان کرتے ہیں، تو وہ درحقیقت ایک تنقیدی شعور اجاگر کرتے ہیں — ایک ایسا شعور جو نہ صرف قاری کو جدیدیت کے دعووں پر سوال اٹھانے پر آمادہ کرتا ہے بلکہ دیہی سماج کی قدر و قیمت کو از سرِ نو دریافت کرنے کی تحریک بھی دیتا ہے۔ یہی ادب کا soft power پر سب سے مضبوط اثر ہے: یہ قاری کو "متاثر" نہیں کرتا، بلکہ متبدل کرتا ہے — خاموشی سے، فکری طور پر، تہذیبی گہرائی سے۔ ان افسانوں میں خلوص، صبر، ایثار، اور ربط جیسے عناصر وہ "تہذیبی سرمائے" ہیں جو soft power کے لیے زادِ راہ بنتے ہیں۔ ایسے کردار جو فقر میں جیتے ہیں مگر وقار میں مرتے نہیں، وہ معاشروں کی اصل طاقت ہوتے ہیں۔ یہ طاقت بندوق یا بازار سے نہیں آتی، بلکہ روایت، فطرت، اور ادب سے آتی ہے — بالکل وہی عناصر جو soft power کے بنیادی ستون ہیں۔ قاسمی کا افسانوی بیانیہ اس soft power کو عالمی سطح پر اردو ادب کی شناخت بناتا ہے۔ ان کے کردار کسی خاص ملک، خطے یا نسل سے جڑے نہیں رہتے بلکہ انسانیت کی مشترکہ قدروں کے نمائندے بن جاتے ہیں۔ وہ تہذیبی ڈائیلاگ کو جنم دیتے ہیں؛ ایک ایسا مکالمہ جو آج کی دنیا میں اشد ضروری ہے جہاں سیاسی بیانیے شکست کھا رہے ہیں، مگر ادبی سچائیاں اب بھی دلوں پر حکمرانی کر رہی ہیں۔ انور سدید (14) لکھتے ہیں:

> "شہر سے دیہات اور دیہات سے شہر کی طرف آمد و رفت فی نفسہ اس حرکت کی طرف متوجہ کراتی ہے جس سے تصادم عمل میں آتا ہے۔ اور سیکڑوں نئی کہانیوں کو جنم مثل جاتا ہے۔ اس زاویے سے دیکھئے تو اردو افسانے میں کردار کو نمایاں کرنے میں دیہات کی عطا ایک انفرادی نوعیت رکھتی ہے اور اس کا یہ زاویہ بالخصوص توجہ طلب ہے۔"

مجموعی طور پر احمد ندیم قاسمی کا افسانوی کینوس ایک ایسی تہذیبی و فکری کائنات ہے جس میں دیہی زندگی کی سادگی، انسانی رشتوں کی صداقت، اور فطری حسن کی جمالیاتی معنویت پوری شدت سے جلوہ گر ہے۔ ان کے افسانے صرف سماجی بیانیے نہیں بلکہ ایک خاموش ثقافتی تحریک ہیں، جو اس تیز رفتار، مصنوعی اور مادی ترقی کے دور میں قاری کو زندگی کی اصل اقدار کی جانب لوٹنے کی دعوت دیتے ہیں۔ یہی وہ کردار ہے جو کسی بھی ادب کو soft power میں بدلتا ہے—ایسا اثر جو طاقت، خوف یا مفاد پر نہیں، بلکہ دل، فکر اور شعور پر حکمرانی کرتا ہے۔ ان کی افسانہ نگاری میں دیہات ایک تہذیبی علامت ہے، جو جدید شہری تمدن کے مقابل ایک متوازن، اخلاقی اور جذباتی طور پر صحت مند متبادل پیش کرتا ہے۔ وہ گاؤں کے کرداروں کو محض موضوع نہیں بناتے، بلکہ انھیں تہذیب کے مرکز میں رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں کسان، مزدور، ماں، دادی، بیٹی، چرواہا اور عام دیہاتی نہایت معمولی دکھائی دینے والے کردار، دراصل گہری علامتی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کی زبان، طرزِ احساس، اور طرزِ حیات وہ ثقافتی جوہر رکھتے ہیں جسے جدید دنیا کھو چکی ہے، یہی وہ مقام ہے جہاں قاسمی کا فن، اردو ادب کی soft power میں ڈھل جاتا ہے۔ قاسمی نے شہری زندگی کی مصنوعیت کو جب دیہی خلوص کے مقابل پیش کیا، تو دراصل وہ ایک تنقیدی تہذیبی بیانیہ مرتب کر رہے تھے۔ وہ ہمیں یہ باور کراتے ہیں کہ ترقی اگر رشتوں، اخلاقیات، اور فطری ہم آہنگی کو نگل جائے، تو وہ زوال کی دوسری صورت ہے۔ ایسی صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ احمد ندیم قاسمی کی افسانہ نگاری اردو ادب کا وہ اثاثہ ہے جو صرف فنی خوبصورتی تک محدود نہیں بلکہ تہذیبی بقا، اخلاقی تجدید، اور فکری خودشناسی کی علامت بن چکی ہے۔ ان کا ادب ایک ایسا soft power ہے جو بغیر کسی زور کے، صرف صداقت، ہمدردی اور جمالیات کی طاقت کے ساتھ؛ قوموں، ثقافتوں اور انسانوں کو جوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(1) نائے، جوزف (2004ء)، "Soft Power: The Means to Success in World Politics"، نیویارک: پبلک افیئرز، ص11۔

(2) جالبی، ڈاکٹر جمیل (1986ء). ادب، کلچر اور مسائل، کراچی، رائل بک کمپنی، ص14۔

(3) احمد، خورشید (1994ء)، "اردو افسانوں میں گاؤں کی عکاسی"، دہلی، انجمن ترقی اردو (ہند)، ص12۔

(4) دیسائی، اے آر (1961ء)، "Rural India in Transition "، ممبئے، پاپولر پرکاشن پرائیویٹ لمیٹڈ، ص5۔

(5) احمد، ڈاکٹر سہیل (1988ء)، "احمد ندیم قاسمی کی افسانہ نگاری"، لاہور، کتاب نگر، ص287۔

(6) سدید، انور (1997ء)، "اردو افسانے میں دیہات کی پیش کش"، آلہ آباد، اردو رائٹرس گلڈ، ص73۔

(7) اچیبے، چنوآ (2009ء)، "The Education of a British-Protected Child: Essays"، نیویارک: الفریڈ اے کناف، ص89۔

(8) نائے، جوزف (2004ء)، "Soft Power: The Means to Success in World Politics"، نیویارک: پبلک افیئرز، ص11۔

(9) عظیم، وقار (1983ء)، "نیا افسانہ"، علیگڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ص71۔

(10) قاسمی، احمد ندیم (1980ء)، "کپاس کا پھول"، مشمولہ: مجموعہ احمد ندیم قاسمی، لاہور، سنگ میل پبلشرز، ص219۔

(11) قاسمی، احمد ندیم (1980ء)، "عالاں"، مشمولہ: نیلا پتھر (مجموعہ احمد ندیم قاسمی)، لاہور، سنگ میل پبلشرز، ص59۔

(12) قاسمی، احمد ندیم (1980ء)، "گل رخے"، مشمولہ: مجموعہ احمد ندیم قاسمی، لاہور، سنگ میل پبلشرز، ص319۔

(13) ڈائنس، مارٹن (2020ء)، "The Literature of Suburban Change "، سکاٹ لینڈ، ایڈنبرا یونیورسٹی پریس، ص112۔

سدید، انور (1997ء)، "اردو افسانے میں دیہات کی پیش

IEER
Institute for Excellence in Education & Research